ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
جاری کردہ:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۳ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ
۸ اگست ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین
ہدیہ ۲۵ پیسے
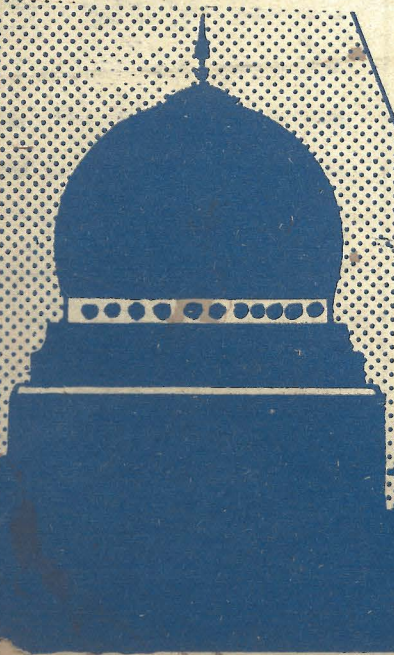
توبہ و مغفرت

محمد یاسین، بندر روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
وَ کَیْفِیَّۃُ الْاِسْتِغْفَارِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

ترجمہ: اور استغفار پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے:۔
میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔
مسلم موقوفاً (عن الاوزاعی)

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَجَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ غُفِرَ لَہٗ وَاِنْ کَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ۔

ترجمہ: جو شخص کہے میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ وہ میدانِ جہاد سے بھاگ گیا ہو۔
ابوداؤد۔ ترمذی (عن زید رضی اللہ عنہ)

تشریح: میدانِ جہاد سے بھاگ جانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ مگر استغفار سے اللہ تعالےٰ بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو استغفار کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مَرَّاتٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ
فیروز سنز اِنْ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلَ

زَبَدِ الْبَحْرِ۔
جو شخص کہے:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تین بار یا پانچ بار کہے۔ تو اس کے تمام گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔
ترمذی۔ ابن حبان۔ طبرانی موقوفاً (عن زید و ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما) ابن ابی شیبہ عن ابی سعید الخدری رض)

فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ وَ نُوْرِ عَرْشِہٖ وَ مَظْھَرِ لُطْفِہٖ نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَ صَاحِبِ الْاَسْرَارِ سَیِّدِنَا اَحْمَدِ الْمُخْتَارِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
وَاِنْ کُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہ مِائَۃَ مَرَّۃٍ۔

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم فرماتے ہیں، ہم ایک مجلس میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہ (اے پروردگار مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے، بے شک تُو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے) سو بار شمار کیا کرتے تھے۔
(سنن اربعہ۔ ابن حبان۔ عن ابن عمر رض)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَجَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تُبْ عَلَیَّ وَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَللّٰھُمَّ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتُبْ وَتَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ اَنْتَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْحَقِّ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اِرْحَمْ بِحُرْمَۃِ نَبِیِّکَ وَ عَبْدِکَ مُحَمَّدٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ

نوٹ: جب کوئی شخص غفلت کے ساتھ مغفرت مانگے اور مغفرت چاہنے میں حضورِ قلب نہ ہو اور نہ دل سے اللہ کی طرف رجوع ہو تو یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا محرومی ہے اور ایسا ہی ہے جیسا حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے:۔

اِسْتِغْفَارُنَا یَحْتَاجُ اِلٰی اِسْتِغْفَارٍ کَثِیْرٍ ہ
ہست استغفارِ ما محتاجِ استغفارِ ما

بقول حضرت ملّا علی قاری۔ یہ شرعی گناہ تو نہیں البتہ مقربین بارگاہِ الٰہی کی نسبت تقصیر و کوتاہی ہے۔

لیکن مغفرت اور توبہ کی دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اگرچہ غفلت سے ہی ہو۔ مگر قبولیت کے اوقات میں کر لی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی بار بار دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو کبھی ضرور اندر پہنچ ہی جاتا ہے۔ اس کا مبارک ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ خود سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک مجلس میں سو بار فرمایا کرتے تھے۔ اور جو شخص ایک بار یا تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اگرچہ میدانِ جہاد سے ہی کیوں نہ بھاگ گیا ہو تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی مغفرت کا قطعی اور یقینی حکم فرمایا ہے۔

بس اب نقاب اٹھا ہے جسے تم اپنے لئے بہتر سمجھو اختیار کر لو۔

کتاب الزہد میں حضرت لقمان علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اپنی زبان کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کا خوگر بناؤ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی کچھ ساعتیں ایسی ہیں جن میں وہ سائل کو محروم نہیں کرتا۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۳ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ
۸ اگست ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۱۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول: مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مجاہد الحسینی

اہانتِ اسلام کی ممانعت

کیا اسلام کی غلط تعبیر اور مقدّس شخصیات کے القاب استعمال کرنے کی اجازت ہو سکے گی؟

ناظمِ اعلیٰ مارشل لاء نے ایک نئے ضابطہ نمبر ۱۵ کے تحت اسلام، قائدِ اعظم اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف بیان دینے اور شائع کرنے کی ممانعت کر دی ہے اور اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سات سال تک سزا دی جائے گی۔

ہمارے ملک کی ۲۲ سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اربابِ حکومت نے ملکی حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور قوم کے جذبات و احساسات کا احترام کر کے ایسا فیصلہ کیا ہے جس کی پوری قوم نے گرمجوشی کے ساتھ تحسین اور تائید کی ہے کیونکہ پاکستان میں بعض جماعتیں اور افراد ایسے موجود ہیں جو ملّتِ اسلامیہ کے جذبات مجروح کر کے مختلف طریقوں اور بہانے کے ساتھ اسلام کے پاک و شفّاف چہرے کو داغدار کرنے اور اہل اسلام کی عظیم مقدّس شخصیات کی عظمت کو پامال کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور وہ اسلام کے مقدس نام پر ہی اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں اور اسلام کی تعبیر و تشریح میں اسلاف کی مسلّمہ تشریحات اور ملّتِ اسلامیہ کے اجماعی طرزِ استدلال کو نظر انداز کر کے اپنی وضع کردہ نئی تعبیر و تشریحات کو عین اسلام قرار دے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مقدّس برگزیدہ شخصیات کے لئے مختصِ القاب اپنے نام کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔

ایسی ناپاک مہم اور مکروہ طرزِ عمل کا سدِّ باب کرنے کے لئے موجودہ اربابِ اقتدار نے جو قدم اٹھایا ہے وہ نہ صرف دنیاوی اعتبار سے لائقِ تحسین ہے بلکہ آخرت میں اجر و ثواب اور نجات کا موجب بھی ہو گا۔

اس قانون کے نفاذ کے بعد اب کسی جماعت یا فرد کو "تجدید و احیائے دین" کے پردہ میں اسلام کی غلط تعبیر و تشریح کرنے کی اجازت نہ ہو سکے گی اور نہ ہی کسی ملحد اور بے دین کو اس بات کا موقع مل سکے گا کہ وہ اپنی اغراضِ مشئومہ کی تکمیل کے لئے ہر برائی کے ساتھ "اسلامی" کا لفظ چسپاں کر کے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرے۔

اب نہ تو کوئی شخص اپنے آپ کو "قائدِ اعظم ثانی) کہلانے کی جرأت کر سکے گا اور نہ ہی کسی مجتہد، مجدّد یا اس کی جماعت کو ناپاک جسارت ہو سکے گی کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدّس خطابات "امّ المومنین" اور آپؐ کی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا خطاب "سیدۃ النساء" آپؐ کی صحبت سے فیضیاب ہونے والوں کا خطاب "صحابی" اور اس طرح دوسرے وہ تمام القاب اور "خطابات" جو اہل اسلام کے اسلاف اور بزرگوں کی ذاتِ گرامی کے لئے مخصوص ہیں استعمال کرنے کا تصوّر کر سکے۔

اس قانون کے نفاذ سے اسلام کے بارے میں اسلاف کے وضع کردہ اصولوں، ان کی تشریحات، علماءِ اسلام اور امّتِ مسلمہ کے اجماعی عقائد کو حجّت اور دلیل تسلیم کیا جائے گا اور ان کے برعکس اسلام کی جو بھی نئی تشریح کی جائے گی اسے خلافِ اسلام سمجھا جائے گا اور مسلّمہ بزرگانِ دین کی شانِ اقدس میں کسی قسم کی گستاخی کرنے والوں کو اہلِ اسلام میں افتراق و انتشار پیدا کرنے اور ان کے جذبات مجروح کرنے کا مرتکب قرار دے کر اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔

ہم اربابِ حکومت کو اس سلسلہ میں اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اسلام، بزرگانِ دین، بانیٔ پاکستان اور پاکستان کی سالمیّت کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھنے والوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کریں تاکہ وہ قانون کی گرفت اور احتساب کے شکنجہ سے بچ نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکیں اور عہدِ حاضر کے خطرناک فتنوں اور فتنہ گردوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔

شذرات

مقدّس مقامات کی فلم

محکمہ اوقاف کے ناظمِ اعلیٰ جناب محمد مسعود نے ایک حکمنامے کے ذریعہ اپنے ماتحت حکام کو اس بات کی ممانعت کر دی ہے کہ وہ مختلف بزرگوں کے مزارات اور دیگر مقدس مقامات کی فلم تیار کرنے کی ہرگز اجازت نہ دیں۔

ناظمِ اعلیٰ اوقاف نے یہ احکام جاری کرکے نہ صرف یہ کہ اہل اسلام کے جذبات و احساسات کا احترام کیا ہے بلکہ بزرگانِ دین کے مزارات کو لہو ولعب کے مشاغل سے محفوظ کرکے ان بزرگوں کی عزت و عظمت کے شایانِ شان قدم اٹھایا ہے۔

محکمہ اوقاف کے قیام کا مقصد بھی یہی تھا کہ بزرگانِ اسلام کی خانقاہوں کو سجادہ نشینوں کی چیرہ دستیوں سے بچایا جائے اور ان مزارات پر کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہونے دیا جائے جس سے ان بزرگوں کی عظمت پامال ہوتی ہو اور اس سے روحانی بالیدگی اور قلبی تسکین کا سامان فراہم ہونے کی بجائے روحانی کلفتوں اور قلبی کوفت کا پہلو نکلتا ہو۔

ناظمِ اعلیٰ اوقاف کو چاہیے کہ جس طرح انہوں نے بزرگوں کے مقدس مزارات کو فلمانے کی ممانعت کرکے لائقِ تحسین قدم اٹھایا ہے اسی طرح وہ پورے نظامِ اوقاف کو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق استوار کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اوقاف کے بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں پر لہو و لعب کے دیگر طور طریقے ہنوز رائج ہیں اور بعض مساجد کے غیر سندیافتہ خطیب ابھی تک فلمی گیتوں اور گانوں کی طرز پر سامعین کے لئے "حسنِ سماعت" کا سامان فراہم کرنے کو بہت بڑا دینی کارنامہ سمجھتے ہیں۔ ایسے افراد ہی علماء حق کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں — ناظمِ اعلیٰ اوقاف کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ مساجد کی عظمتِ رفتہ لوٹ آئے اور یہ مقدس مقامات انسانوں کی روحانی تسکین اور قلبی طمانیت کا پھر مرکز بن جائیں۔

ایک وضاحت۔ بلا تبصرہ

ایک خبر ہے:۔

ملتان (نمائندہ جنگ) ایئر مارشل اصغر خاں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ ان کے بارے میں مرزائی ہونے کا غلط پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ آج جب سیاسی کارکنوں سے نوابزادہ نصراللہ خاں خطاب کر رہے تھے تو ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مرزائیت کے سلسلہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو نوابزادہ نصراللہ خاں نے اعلان کیا کہ میں مسیلمہ کذّاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک کاذب سمجھتا ہوں۔

ایئر مارشل اصغر خاں (جو تقریر کر چکے تھے) نے بھی اسی اعلان کو دہرایا اور افسوس ظاہر کیا کہ اس سلسلہ میں بہت غلط پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ آغا شورش کاشمیری نے مجھے بتایا تھا کہ سی، آئی، ڈی کے آدمی اس پروپیگنڈے کو ہوا دے رہے ہیں اور اس قسم کا ایک شخص میرے (آغا شورش) پاس بھی آیا تھا۔

ایئر مارشل اصغر خاں نے کہا اگر میں مرزائی ہوتا تو اتنی جرأت سے عوامی تحریک میں شامل نہ ہوتا۔

(روزنامہ جنگ کراچی مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء)

طاقتور ملکوں کی مداخلت

امریکہ کے صدر نکسن نے اپنے حالیہ دورہ کے دوران صدر چاسسکو کی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ

"بین الاقوامی کشیدگی رفع کرنے اور دنیا میں مستحکم امن قائم کرنے کی سخت ضرورت ہے آپ نے کہا جب تک ہمسایہ ملکوں میں طاقتور ملکوں کی مداخلت جاری رہے گی اور کمزور ممالک اپنی فوجی امنگوں کی تکمیل میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت تک مستحکم امن کا خواب شرمندہ نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے مشرقِ وسطیٰ کے بحران کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسے سلامتی کونسل کی قرارداد نومبر ۱۹۶۷ء کے مطابق حل کیا جائے۔"

سوال یہ ہے کہ ہمسایہ ممالک میں جو بڑی طاقتیں مداخلت کر رہی ہیں وہ کون ہیں؟ اور ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کس کے اشارہ ابرو کا نتیجہ تھی۔ اور مشرقِ وسطیٰ میں جنگ کے خوفناک دھماکوں سے اہل اسلام کے دلوں میں کس نے لرزہ پیدا کیا۔ اور قبلۂ اول بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین کر یہودی غنڈوں کی خرمستیوں کا اکھاڑہ کس نے بنایا؟ اگر آج امریکہ مشرق وسطیٰ میں مداخلت ختم کر دے اور اسرائیل کی پشت پناہی سے ہاتھ اٹھا لے تو مشرق وسطیٰ کیا ساری دنیا کا جنگی اور سیاسی بحران ختم ہو سکتا ہے۔ اور یہ دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ لیکن ہوسِ اقتدار و بالا دستی کا کیا علاج کیا جائے جس نے ساری دنیا کا امن و سکون چھین کر اسے جہنم زار بنا دیا ہے۔

آئندہ شمارہ کی ایک جھلک

★

- ★ تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں علماء کرام کی عظیم الشان خدمات اور بے مثال قربانیاں۔
- ★ اسرائیلی جیل خانوں میں عرب مجاہدینِ اسلام پر وحشیانہ مظالم۔ ایک دردناک و لرزہ خیز رپورٹ۔
- تحریک آزادی کے چند عظیم المرتبہ رہنما:۔
- ★ دارالعلوم دیوبند — اور تحریک آزادی
- ★ اسلام کے چند اقتصادی مسائل

اور دوسرے مضامین

دجّال کے فتنۂ عظیم کے متعلق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارک مکتبہ عظمتِ اسلام چوک مصری شاہ لاہور نے چارٹ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ ۷ اگست کو ڈاکٹر محمد الیاس صاحب سکھر اور کوئٹہ وغیرہ کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ خواہشمند حضرات ۵۰ پیسے ہدیہ دے کر ان سے طلب کر سکتے ہیں۔

۱۶ رجمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۶۹ء

اسلام نے ابتدائے آفرینش ہی سے خلائی تسخیر کا تصوّر دیا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذباللہ من الشیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ٥

ترجمہ: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ تم بغیر زور کے نہ نکل سکوگے۔ (اور وہ ہے نہیں)

(الرحمٰن آیت ۳۳)

بزرگانِ محترم! اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کے لئے بحیثیت جماعت زمینوں اور آسمانوں کے دائرۂ کشش (اقطار السماوات والارض) سے نکلنے کا واحد ذریعہ طاقت کو فرمایا ہے۔ اور صرف چاند ہی نہیں بلکہ دوسرے سیّاروں اور خود سورج کے متعلق بھی قرآن عزیز نے اعلان کیا ہے:۔

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط

(س الاعراف، ع ۷ - پ ۸)

ترجمہ، اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے۔ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔

اس آیت کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ رب العزّت نے چاند ہی کی تسخیر کا نہیں بلکہ سورج اور دوسرے سیاروں کی تسخیر کا بھی ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ عقلی دلیل بھی دی ہے کہ جو ذات ایک قطرۂ آب سے انسان جیسی مخلوق کو پیدا کر سکتی ہے اور صرف انسان ہی نہیں ساری کائنات اور اس میں جو کچھ ہے سب کی خالق ہے۔ نیز کائنات میں جو ردّ و بدل جاری ہے وہ سب امر رب ہی سے ہے۔ سورج میں روشنی، چاند میں ضیا، درختوں میں نمو، موسموں کا تغیّر و تبدّل، سمندروں کا سکون و تموّج سب امر الٰہی کے پابند ہیں اور جب کائنات کی ہر چیز خدائے قدوس کے امر کی پابند ہے تو اس کے لئے چاند یا دوسرے سیّاروں کا مسخّر کرا دینا کون سی بڑی بات ہے۔

تدبّر و تفکّر کی دعوت

برادرانِ عزیز! دنیا میں قرآنِ عزیز ہی وہ کتاب ہے جس نے انسان کو سب سے پہلے تدبّر و تفکّر اور کائنات میں غور کرنے کی دعوت دی ہے — چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ

ترجمہ: عنقریب ہے دیکھیں گے وہ اللہ کی نشانیوں کو آفاق میں اور بیچ اپنے نفسوں کے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ ایک صداقت ہے۔

پھر قرآن عزیز نے لوہے کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ۔

ترجمہ: اور ہم نے لوہے کو نازل کیا ہے جس میں سخت تکلیف ہے۔ لوہے کا ذکر خود اس بات کی دلیل ہے کہ لوہے میں غور و فکر کیا جائے اور اس سے کام لیا جائے — چنانچہ ایک سورت ہی کا نام "الحدید" ہے۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں جو کچھ نظر آرہا ہے یہ سب کچھ لوہے پر تحقیق و تدقیق کا نتیجہ اور کائنات میں تفکّر و تدبّر کا ثمرہ ہے — عرصہ ہوا روس کے ایک سائنسدان نے اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے کہا تھا کہ خلائی تسخیر کا تصوّر سب سے پہلے عربی ہی کی ایک کتاب سے لیا گیا ہے۔

برادرانِ عزیز! قرآن عزیز واضح طور پر اعلان کرتا ہے کہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ دکھانے والا ہوں — چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔

ترجمہ، بے شک یہ قرآن ہی سب سے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

چنانچہ نظامِ عدل و انصاف ہو یا مسئلۂ اقتصاد، سائنس کی نکتہ آفرینیاں ہوں یا فرمانروائی عالم کے مسائل یہ صرف قرآن عزیز ہی حل کرتا ہے اور علم و عمل کے شعبوں میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔

عقائد باطلہ کی تردید عزیزانِ گرامی! آپ یہود و نصاریٰ

اور ہنود کے عقائد سے واقف ہونگے یہود اپنی دعا میں ان الفاظ کو وحیٔ الٰہی سمجھ کر پڑھتے تھے، کہ "اے اللہ! ہمیں شرورِ انسانی سے ایسے محفوظ فرما جیسے تو نے چاند کو انسانی قدوم سے محفوظ فرمایا" ظاہر ہے اب چاند پر انسان کے قدم پہنچنے کے بعد اس دعا کے الہامی ہونے کا تصوّر خود بخود باطل ہو جاتا ہے اور یہود کو اسے کتاب سے خارج کر دینا چاہئے۔

ویٹیکن سے عیسائیوں کے دینی مرکز نے سائنس دانوں سے استدعا کی ہے کہ زیادہ ترقی نہ کرو۔ ورنہ مذہب کی بنیادیں ہل جائیں گی اور یہ اس لئے ہے کہ موجودہ عیسائیت و یہودیت خود ساختہ مذاہب ہیں اور سائنس کی تحقیقات سے ان کی عمارت زمین بوس ہو جائے گی

ہنود اور دیگر مذاہب عالم بھی چاند کے تقدس اور اس کی پوجا کے قائل ہیں اور ظاہر ہے انسانی قدوم کے چاند پر پہنچنے سے ان کے عقائدِ باطلہ کی بھی قلعی کھل گئی ہے اور ان کے صدیوں کے مزعومات باطل ہو کر رہ گئے ہیں۔

پس سب مذاہب عالم کے برعکس صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کے عقائد و نظریات پر موجودہ سائنسی تحقیقات کا کوئی بڑا اثر نہیں پڑتا بلکہ یہ تحقیقات اور مادی ترقیات، اس کی حقانیت پر دلیل محکم ثابت ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ ہوتی رہیں گی۔

خلائی تسخیر ہی کو لیجئے۔ اسلام نے ابتدائے آفرینشِ کائنات ہی سے خلائی تسخیر کا تصوّر دیا ہے۔

قرآن عزیز کہتا ہے کہ اماں حوّا اور سیدنا آدم علیہ السلام جنّت سے زمین پر لائے گئے اور جنّت کے متعلق فرمایا:۔

عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۔

جب جنت سدرۃ المنتہیٰ سے قریب ٹھہری اور سدرۃ المنتہیٰ آسمانوں سے اوپر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام اور اماں حوا خلا کو عبور کر کے زمین پر پہنچے۔

پھر قرآن عزیز نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا ذکر فرما کر کائناتِ انسانی کو بتایا کہ انسان کے قدوم آسمانوں پر پہنچ سکتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے واقعہ معراج نے یہ ثابت کر دیا کہ انسانیت کی منزل عرشِ معلّیٰ ہے۔ اور تمام کائنات اور اس میں جو کچھ ہے اسے انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے۔

غرضیکہ ہر سائنسی ترقی باطل عقائد کے لئے پیغامِ موت اور اسلام کے لئے صداقت کی دلیل بن رہی ہے اور اللہ رب العزّت کے اس فرمان کی شہادت دے رہی ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

محترم حضرات! اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کر کے کہ

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ ۔

چاند سورج کو سجدہ نہ کرو کیونکہ سجدہ صرف ذاتِ الٰہی کے لئے ہے، کواکب پرستی کا قلع قمع کر دیا اور آج چاند پر انسان کے قدموں کے پہنچ جانے سے اسلام کے دعوے کی تائید ہوئی۔ اور کواکب پرستوں کی عملی تردید ہو گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور خلائی تسخیر

مرزا غلام احمد قادیانی نے "ازالۂ اوہام" میں رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے اس دلیل پر سارا زورِ بیان صرف کر دیا ہے کہ خلاء میں کرۂ نار ہے اور انسان کا اسے عبور کرنا ناممکنات میں سے ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں جا سکتے —— ایسی ہی دلیلیں وہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراجِ جسمانی کے رد میں دیتے ہیں۔ چنانچہ علماء کرام اُن کے مزعومات باطلہ کی دلائل و براہین سے پرزور تردید کیا کرتے تھے لیکن اب انسان نے چاند پر قدم رکھ کر ان کے الہام باطلہ کا پول کھول دیا ہے اور ان کی دلیل کو قطعی غلط ثابت کر دیا ہے۔

بہر حال خلائی تسخیر نے مذاہب عالم کے عقائدِ باطلہ کی تردید کی ہے اور عرضِ مدعا یہ ہے کہ اسلام خلائی تسخیر کے حق میں دلائل دیتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہے کہ انسانوں کو صحیح معنوں میں انسان بھی بننا چاہئے اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو انسان بننے اور اسلام پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مراسلات اور مضامین خوشخط اور کاغذ کے
— صرف ایک طرف لکھا کریں۔

خطبہ جمعۃ المبارک

مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء مطابق ۸ جمادی الآخر ۱۳۸۹ھ کو جامع مسجد نورانی قلعہ گجھن سنگھ راوی روڈ لاہور میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد

مولانا غلام غوث ہزاروی کی آمد

۱۳ اگست بروز بدھ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی قصور کے نزدیک موضع ورن تشریف لا رہے ہیں جہاں عشاء کی نماز کے بعد آپ جامع مسجد ورن میں ایک تبلیغی اجتماع سے خطاب فرمائیں گے۔

دوزیر احمد میوانی مقیم موضع ورن متصل قصور

عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سید عبدالسلام ہمدانی متعلم ایم اے عربی اورینٹل کالج لاہور

صحابی کی تعریف میں اگرچہ اختلاف ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک معیارِ صحابیت صرف زہد و تقوےٰ ہے۔ اس لئے وہ ہر اس شخص کو صحابی کا خطاب دیتے ہیں جس نے حضور علیہ السلام کی بحیثیت مسلمان زیارت کی ہو یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو۔ اور پھر اسلام ہی کی حالت میں وفات پائی ہو اور یہ تعریف باقی تمام تعریفوں سے جامع ہے۔

جہاں تک مقامِ صحابیت کا تعلق ہے اس کی عظمت و جلالت کے ثبوت میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون سچا گواہ ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کتاب و سنت نے صحابہ کے طبقہ کے سوا کسی طبقہ کی من حیث الطبقہ تقدیس و تطہیر نہیں کی لیکن صحابہ کرام کے پورے طبقے کو مقدس پاک وطن، صالح القلب، عدول اور محفوظ کیا ہے۔ ارشادِ حق ہے:۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (الآیہ)

ترجمہ: جو مہاجرین و انصار سابق و مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔

ظاہر ہے کہ ان کے اللہ سے راضی ہونے کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ وہ اللہ کے ہر فعل پر راضی، اس کی ہر تقدیر پر شاکر، اس کے ہر تصرف پر مطمئن اور اس کے ہر حکم پر رضائے قلبی سے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ اس سے ان کے تعلق باللہ کی پختگی نمایاں ہے۔

رضاءِ الٰہی کی صورتیں

ادھر اللہ تعالےٰ کے ان سے راضی ہونے کی یہ صورت ہے کہ وہ ان کے ظاہر و باطن سے راضی ان نیات و عزائم سے خوش اور ان کے اخلاق و اعمال پر اعتماد فرمائے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی نیتوں میں فتور، دلوں میں کھوٹ اور معاملات میں فتنہ و فساد ہوتا تو ان کو رضائے الٰہی کبھی نصیب نہ ہوتی اللہ تعالےٰ کی رضاء معصیت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہو سکتی اسی کا نام محفوظیت ہے کہ طبائع میں گناہ سے نفرت کا ملکہ پیدا ہو جائے۔ پس صحابہ اگرچہ معصوم نہیں کہ معصیت کا صدور ان سے عقلاً ناممکن ہو، مگر محفوظ ضرور ہیں۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفوظیت اور ان کے کمال رشد و ہدایت کی کھلی شہادت دیتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۔

لیکن اللہ تعالےٰ نے ایمان کو ان کے دلوں میں محبوب بنا دیا ہے اور کفر و فسق اور گناہ کو مکروہ اور برا بنا دیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور نعمت سے بزرگ ہیں۔

آیت میں اس بات کی تصریح ہے کہ ایمان ان کا محبوب شغل ہے۔ اور کفر اور فسق ان کے ذہنوں میں مکروہ اور نفرت خیز ہے۔ جس کا قدرتی نتیجہ ذوقِ معصیت کی نفی اور ملکہ طاعت کا دلوں میں راسخ ہونا ہے اور یہی محفوظیت ہے۔

محفوظیت صحابہؓ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے کمال تقوےٰ کی شہادت دی ہے جو معصیت کی طرف میلان ہوتے ہی آڑے آ جاتا ہے اور معصیت کا ظہور ہونے ہی نہیں دیتا، اور پھر یہ تقویٰ بھی معمولی نہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقوےٰ کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

قرآن مجید شاہد ہے کہ تقویٰ کی خاصیت، معصیت کا دھیان آتے ہی فوری تنبیہ ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

حقیقت یہ ہے کہ یہ خصوصی تقویٰ و طہارت ان کے لئے اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے برسوں بلا واسطہ نبی امی، رسول مقدس اور پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب فیض کیا تھا جس کی وجہ سے وہ محفوظ ہوئے۔ اگر معاذ اللہ ان میں بھی عوام کی طرح معاصی کی طرف میلان ہوتا تو دین اپنی اصل صورت میں آگے چل ہی نہ سکتا تھا کیونکہ آگے چلنے کا اولین ذریعہ یہی پاک باطن لوگ تھے۔ پھر بھی اگر بتقاضائے بشریت کسی دنیاوی کام میں ان سے غلطی سرزد ہو گئی اور وہ بھی عوام صحابہ سے تو مذکورہ آیت میں انہیں پیشگی بخشش اور اجر عظیم کی بشارتِ عظمیٰ سنا کر ظاہر کر دیا کہ ان پر عتاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ قلوب کا رُخ معصیت کی طرف نہیں محض خارجی عوارض سے اتفاقاً اگر ایسا ہو جاتا تو اس پر ان سے توبہ بھی عظیم کیفیات کے ساتھ وقوع پذیر ہوتی تھی کہ اگر اسے پوری امت پر پھیلا دیا جائے تو اس کی مغفرت کے لئے کافی ہو جائے

اس سے ظاہر ہے کہ عوام صحابہؓ سے بھی کسی اتفاقیہ معصیت پر اصرار یا استمرار نہ ہوا تھا۔ یہ بات کہ اتفاقی طور پر صدور معصیت ہو جاتے عوام صحابہ تک تھا۔ خواص صحابہ اور مقربین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو نمونہ نبوی تھے جن کے مناقب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام بیان فرمائے اس لغزش سے بھی محفوظ تھے یہی وہ حفاظت خداوندی ہے جو ان حضرات کو نصیب ہوئی۔

عظمتِ صحابہ

صحابہ کرام فضائل و اعمال سے آراستہ بھی تھے اسی لئے حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تمام کو علی الاطلاق نجوم ہدایت فرمایا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کا دامن بھی پکڑ لوگے ہدایت پا جاؤگے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کہ ان میں سے ہر ایک کی زندگی مکمل طور پر مجسم دین بن گئی ہو کیونکہ اگر کسی گوشۂ زندگی میں بھی ہدایت کی بجائے معاذ اللہ گمراہی کا رخ ہوتا، تو علی الاطلاق انہیں نجوم ہدایت نہ فرمایا جاتا۔ صحابہؓ کے متقی ہونے اور برگزیدہ اور پاک دامن ہونے کی وجہ سے ان کو بارگاہ نبوت سے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ بعد کی امت کا کوئی مقدس طبقہ اور کوئی اعلیٰ فرد ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے :۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لا تسبوا اصحابی فلوا ان احدکم انفق مثل اُحدٍ ذھبًا ما بلغ مُدَّ احدھم ولا نصیفہ۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی مثل احد پہاڑ کے بھی سونا خیرات کرے تو صحابہ کے ایک مد یعنی دو سیر گیہوں یا اس کا بھی نصف یعنی ایک سیر کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

قرآن و حدیث کی یہی وہ روشنیاں ہیں جن کی بناء پر ہمارا یہ عقیدہ ہے الصحابة کلھم عدول یعنی من حیث الصحابی پورے کا پورا طبقہ عادل، بے لوث، پاک دامن اور حبّ جاہ و مال سے پاک، راضی برضاء اللہ ہے۔ اور ہوا و ہوس سے منزہ اور محفوظ رہے۔ اس لئے ان کی توقیر و تعظیم واجب، ان کے حق میں بدگوئی حرام، ان سے حسن ظن اور ان پر اعتماد لازم ہے اور ان سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَن اَحَبَّھُم فَبِحُبِّیْ اَحبھم وَ من اَبْغَضَھُم فببغضی ابغضھم

صحابہ کرام پر طعن و تشنیع اور ان پر نکتہ چینی کرنا حرام ہے۔ قرآن پاک کے اندر اہل ایمان کے تین مقبول طبقوں کا اس طرح ذکر ہے :۔

للفقراء المھاجرین الذین اخرجو من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً مّن اللہ و رضوانًا و ینصرون اللہ و رسولہ اولٓئک ھم الصادقون۔

اس آیت پاک میں مہاجرین کی مدح و ثنا کر کے انہیں صادقین کے عظیم المرتبت خطاب سے نوازا گیا ہے۔

پھر انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا :۔

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

اس آیت مقدسہ میں انصار کی مدح کر کے انہیں مفلحین کا خطاب عزت مرحمت فرمایا گیا۔

تیسرا طبقہ

تیسرا طبقہ ان صالح لوگوں کا ہے جو قیامت تک صحابہ کرام کا عقیدت مند، مداح و گرویدہ اور ان کے حق میں صاف دل اور دعا گو تھا انہیں رب عز وجل نے مستغفرین کی صفت سے یاد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے :۔

وَالَّذِیْنَ جَآؤُا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۰

ترجمہ : اور ان لوگوں کو جو ان کے بعد آئے، جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے سبقت لے گئے ایمان میں اور نہ کر ہمارے دلوں میں کینہ واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے، ہمارے رب! آپ بڑے مشفق اور مہربان ہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والوں کا فریضہ یہ ہے کہ وہ ان سابقین کے لئے دعائے مغفرت کے ساتھ اپنے قلوب کو ان کے بارے میں کینہ و حسد سے پاک رکھیں۔ سوءِ ظن اور بے اعتمادی سے دور رہیں اور ان کے حق میں استغفار کے ساتھ دعا گو رہیں کہ اسی سے بعد والوں کی نجات اور مقبولیت ممکن ہے۔

ان تین طبقوں کے بعد چوتھا طبقہ وہ رہ جاتا ہے جو صحابہ کے حق میں دعا گو نہ ہو بلکہ بدگو یا دلوں میں ان کی طرف سے کھوٹ اور میل رکھے یا ان پاک صحابہ کے ساتھ طعن و تشنیع یا ملامت کے ساتھ پیش آئے تو اس سے یہ مفہوم سمجھ میں آیا کہ صحابہ کرامؓ کے بعد اگر کوئی شخص ان کے دعا گو طبقہ میں نہ ہوگا تو اس کی ضد بدگو میں ضرور ہوگا۔ ہمارے اسلاف کا طرز اور طریقہ یہ رہا ہے کہ جو شخص صحابہ کرام کی تنقیص یا بدگوئی کرتا ہے وہ اس کی مذمت اور دفاع کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی مشہور کتاب "الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں حضرت خطیب بغدادیؒ جو مشہور محدث ہیں کی ایک روایت نقل کی ہے۔ روایت ہے :۔

(باقی ص۱۲ پر)

فلسفۂ تعلیم اور اسلام

رفعت احمد خانصاحب ایم اے - ایل، ٹی،

(قسط ۱۲)

"مقاصد کا اختلاف اور اسلامی نصب العین کی جامعیت"

اسلام کے جامع نظریات تعلیم کے سامنے اہل مغرب کے تعلیمی تصورات کی تاریخ ایک مضحکہ خیز افسانہ ہے، جس میں قدیم یونان و روم اور قرون وسطیٰ سے لے کر آج تک تعلیمی تاریخ دہرا جایئے (جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں) سقراط کے علمی قبیلے کا جائزہ لیجئے، مونٹیگ اور ملٹن لاک اور ہربارٹ روسو اور پسٹالوزی فروبل اور اسپنر کے تصورات کو ملاحظہ فرمایئے۔ یا تعلیم کے نئے دور کے میخانوں میں جو سرخوش پڑے جھوم رہے ہیں اُن سے دل بہلایئے، مقاصد کی تعلیم کی تعین کے پردہ میں اختلافات کی ایک دنیا نظر آئے گی۔ شکم پروری قوائے انسانی کی تربیت اخلاق وسیرت کی تعمیر و تہذیب، انفرادیت کی ترقی، قوم وطن کی خدمت، انسان کی ہمدردی نیکی اور خیر و سعادت، کے غلط یا صحیح تصورات، یہ سب تعلیمی مقاصد و غایات کی فہرست پر ملیں گے، ان سب اختلافات کی بنیادی علت محض مذاق کا اختلاف نہیں ہے بلکہ شعوری مقصد کا اختلاف ہے - خود حیات کے متعلق ہی نظریات ناقص، ناتمام اور تشنۂ اصلاح و تکمیل ہیں۔ ع

تو دل شناس نہ - دلبرا خطا اینجاست

اسلام کا اگر تعلیمی فلسفہ مکمل ہے تو کیا تعجب کیونکہ فلسفۂ تعلیم، فلسفۂ حیات کے تابع، بلکہ اسی کا دوسرا نام کہے، جب اسلام کا فلسفۂ حیات اتنا مکمل ہے کہ کوئی گوشۂ زندگی اور شعبۂ حیات، مادی ہو کہ روحانی - دنیوی ہو یا اخروی، اس کے احاطے سے خارج نہیں ہے تو اس کا تعلیمی نظام، جو اس کے احاطہ سے خارج نہیں ہے تو اس کا تعلیمی قانون حیات جس جامعیت اور کمال سے ہم آغوش ہے وہ کسی ملک و قوم میں نہیں مل سکتا۔ ہمیں عقائد و عبادات۔ معاملات - اخلاق سب کچھ شامل ہیں۔

"تکمیل حیات اور تعلیم"

اس آئینِ حیات کی جامعیت، کاملیت عملیت اور فطرت سے مطابقت ایسی امتیازی خصائص ہیں جن کے آگے کوئی فلسفۂ حیات اساس تعلیم بننے کے قابل نہیں ہے۔ آخر جدید ماہرین تعلیم بھی سب مل کر کیا چاہتے ہیں، یہی تو کہ تعلیم عملی ہو، فطری ہو، نفسیاتی ہو، انفرادیت کی ترقی کے ساتھ سوسائٹی کا آئینہ ہو، وظائف زندگی کے قابل بنانے کی اہلیت ہو، گویا تکمیل حیات کا ذریعہ ہو۔ تو غور کیجئے کہ اسلامی نظام حیات سے زیادہ عمل سے ہم آغوش، فطرت سے ہم کنار۔ فرد و ملت اور انفرادی و اجتماعی حیات میں ربط و وحدت قائم کرنیوالا اور کون نظام ہو سکتا ہے، "تعلیم و حیات، میں ہم آہنگی جو جدید ماہرین نفسیات و تعلیم کا معراج فکر ہے، وہ اسلام کا ابتدائی بنیادی اصول ہے۔ جان ڈیوی جس کے فلسفۂ تعلیم نے امریکہ میں تحسین و آفرین کے نعرے بلند کر رکھے ہیں اور جس کے ہم دلدادہ ہیں، اس لئے کہ ہمیں اُس کے مدارس میں عملی زندگی کے وظائف جھلکتے نظر آتے ہیں یہ حقیقت اسلام میں اس وقت موجود تھی جبکہ موجودہ فلک بوس ایوانوں کا وجود بھی نہ تھا۔ خود پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی میں ایک مکمل معیار حسن و حقیقت موجود ہے، ان کے تعلیمی پروگرام میں کتنی جامعیت و عملیت ہے - کیا وہاں پوری زندگی کی تعلیم نظر نہیں آتی۔" پھر نصب العین کی تلاش کیسی۔ ہمارے پاس نصب العین موجود ہے۔ متعلمین میں تعمیر سیرت کے لئے اسی کے مطابق عواطف کی تربیت و توازن کی ضرورت ہے، ہر علم و فن میں کامل رہبری حاصل ہوتے ہوئے ہم غیروں کے خوشہ چیں کیوں بنیں۔

از پیام مصطفےٰ آگاہ شو
فارغ از ارباب دون اللہ شو
فارغ از اندیشۂ اغیار شو
قوت خوابیدہ بیدار شو

اگر ہم فرسودہ نظام تعلیم کو بدلنا چاہتے ہیں اور تعلیم کو، حیات، سے ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کسی فلسفۂ حیات کی تلاش نہیں ہے۔ پورے نظام تعلیم کو اسلام کے نظام حیات کے مطابق کر دینا چاہیئے، خود تکمیل حیات وذات ہو جائے گی۔ نن (PERCY NUNN) کی طرح ہمیں تحیر و تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ اپنی کتاب "اصول تعلیم" کے شروع میں لکھتا ہے کہ "تعلیم کے ذریعہ مکمل زندگی کی تیاری تو سب کرنا چاہتے ہیں، لیکن طے یہ کرنا ہے کہ وہ مکمل زندگی کا تصور کیا ہے؟

راہِ سلوک غیر کو دشوار ہو تو ہو
لیکن طریقِ عشق کو دشوار ہی نہیں

جدید ماہرین تعلیم میں پروفیسر کلارک (Clark) اور کینڈل (Kandel) تہذیب و تمدن، عقائد و افکار کے امتیازی خصائص کے حفظ و بقا کو تعلیم کا مقصد بتاتے ہیں لیکن یہ نظریہ بھی تکمیل حیات کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ تہذیب و تمدن اور تخیلات ہی کیا، جب تعلیم حیاتِ اسلامی کی آئینہ دار ہوگی تو ہر شعبۂ حیات تعلیم میں جھلکے گا اور اسلامی زندگی کے جملہ معارف و وظائف اور فکر و عمل کے تمام شعبے درسگاہوں میں عملی جامہ پہن کر آجائیں گے۔ اور تکمیل تعلیم کے ساتھ تکمیلِ حیات بھی ہو جائے گی، کیونکہ آئین اسلام تو ہر شعبۂ حیات میں حسن و حقیقت کی تفسیر ہے۔ ؎

ز فرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

اس نظام درس کا ہر متعلم اس حقیقت کا مصداق ہوگا۔

معرکوں میں جاہ ہو بلیش عدم سرگرم ناز
مسجدوں میں آہ ہو بلیش خدا محوِ نیاز
اپنی اپنی جگہ پر ہو رزم و بزم و سوز و ساز
ساری دنیا کو دکھا دے اپنی شانِ امتیاز

تعلیمی نظام کی عملی تشکیل

اگر علمی و عملی، انفرادی و اجتماعی، سیاسی و معاشی، اقتصادی و اخلاقی علوم و فنون اور عملی تربیت اخلاق اور تعمیر سیرت و کردار، سب کے لئے اسلام حقیقی اور بے مثال آئین ہے تو پھر نہ یہ مقصد ہی محض مذہبی تعلیم کو ایک لازمی مضمون قرار دینے سے پورا ہوگا اور اس طرح نہ تعلیم ہی اپنے مقصد سے عہدہ برا ہو سکتی ہے، جبتک کہ پورا نظام اس سانچے میں نہ ڈھلے، ورنہ مذہب کا مفہوم پھر وہی چند عقائد و عبادات، یا اصطلات میں محدود ہو کر رہ جائے گا، اور وہ بھی علم ناقص کی حد تک، جو عمل سے ناآشنا اور معیشت و معاشرت سے بیگانہ ہوگا، حالانکہ اسلام آیا ہی ہے اس نوع کے محدود تخیلات کی اصلاح اور زندگی کی ہر جنبش نگاہ کو دین بنانے کے لئے، اس صورت میں دین کی ہمہ گیری، جامعیت، عملیت اور کاملیت کی عملی تفسیر حیات

جو تعلیم کے ذریعہ متشکل ہوتی کہاں رہے گی۔

اتنا احساس و تقاضا تو نا آشنائے حقیقت، اور نا واقف طریق قوموں میں بھی ہے کہ وہ یوجا پاٹ کے مذہب کو بھی عام اور لازمی کرنا چاہتے ہیں۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں انگلستان کے کالجوں کے پرنسپلوں نے یہ تجویز پاس کی تھی کہ "ہر ٹریننگ کالج کا اہم فرض ہے کہ وہ مذہبی تعلیم کا معقول انتظام کرے۔" سنہ ۱۹۴۰ء میں انگلستان کے تعلیمی بورڈ کی مشاورتی کونسل نے بھی اسی قسم کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن "دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا خالی پیوند لگا دینے سے ہرگز دل و دماغ میں 'مقصد حیات' کی ترجیح و تفوق کا رنگ و رجحان پیدا نہیں ہو سکتا۔"

اس مقصود کے لئے پورے نظام تعلیم کو بقول اقبال مرحوم کے مسلمان بنانے کی ضرورت ہے۔ محض ہاتھ میں عصا لینے سے کام نہ چلے گا۔ کیا جان ڈیوی نے مدرسہ کی کایا پلٹ کرنے کے لئے وظائف زندگی مثلاً شہر کے بازار ہاٹ، بینک اور ڈاکخانوں تک کو اسکول میں نہیں لا رکھا ہے۔

الختصر مدرسہ کا ماحول معلمین کا انتخاب کی تعیین، علوم و فنون کی تدوین۔ مضامین کا طرز استدلال، تاریخی شواہد، نظام اوقات، ضبط و نظم مدرسہ، قواعد ملازمت، ضوابط نگرانی و معائنہ، غرض جملہ شعبہ جات، تعلیم کی تشکیل و تنظیم میں ایک نگاہ حقیقت آگاہ سے کام لینا ہوگا۔ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مگر یہ نگاہ کوئی معمولی نگاہ نہیں بلکہ نگاہ مرد مومن کہ جس سے تقدیریں بھی پلٹ جاتی ہیں ــــ مغرب کے سطحی نظریات کے زہریلے اثرات نے اس ملت کی فکر و نظر کو اس درجہ پامال کیا کہ صحیح اور صالح انداز فکر مفقود ہوگیا، مذہب سے بیگانگی اتنی بڑھی کہ علوم معاد و معاش کی درسگاہیں بھی ایک جگہ جمع ہونا "اجتماع ضدین" کی طرح محال نظر آنے لگا، نتیجہ یہ ہوا کہ معاشی (انگریزی) مدارس معاد سے بے بہرہ، اور معادی ادارے معاشی علوم سے یک گونہ بے خبر ہوگئے، حالانکہ اسلام نے مادّی و روحانی قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے اُن کی تربیت و ترقی کا تناسب و توازن نظام پیش کیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے مدارس بھی معاش و معاد میں وہی ربط و ارتباط کا فطری نقشہ پیش کریں، جس کی ہر حرکت و سکون ایک ہی محوری نظام کی پابند ہو۔

سلام اس پر نئی دنیاؤں کی جس نے خبر دی ہے

خلیق قریشی

سلام اُس پر ہوئی تشکیلِ نورِ اوّلیں جس سے
درود اُس پر ہے تکمیلِ پیامِ آخریں جس سے

سلام اُس پر کہ جس کا ہر نفس تفسیرِ قرآں ہے
درود اُس پر کہ جس کی زندگی تصویرِ قرآں ہے

سلام اُس پر اُتر کر جو حرا سے سوئے قوم آیا
جو پیغامِ ہدایت ہر زمانے کے لئے لایا

سلام اُس پر سرِ عرشِ بریں جو زیبِ محفل تھا
چہارم آسماں جس کے سفر کی ایک منزل تھا

سلام اُس پر صفت جس کی حدِ امکاں سے باہر ہے
وہ جس کی شان سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی سے ظاہر ہے

سلام اُس پر کہ جس نے فکرِ انساں کو جِلا بخشی
جہالت کے اندھیروں میں تدبّر کی ضیا بخشی

سلام اُس پر دلوں نے جس سے اسلوبِ یقیں پایا
درود اُس پر بشر کے حوصلوں کو جس نے گرمایا

سلام اُس پر جمودِ ذہنِ انساں جس نے توڑا ہے
عزائم کو نئے رستوں کی جانب جس نے موڑا ہے

سلام اس پر کہ جس سے فیض پانے والے دنیا میں
چلے جب بھی کسی جانب کھِل اُٹھے پھول صحرا میں

سلام اُس پر جہاں کو جس نے تعلیمِ عمل دی ہے
بشر کو دولتِ فکر و نظر جس نے عطا کی ہے

سلام اُس پر کہ راہِ کہکشاں جس سے منوّر ہے
ابد تک جس کی حکمت نوعِ انسانی کی رہبر ہے

سلام اُس پر جو رحمت ہے، ہدایت ہے، شفاعت ہے
غلامی جس کے در کی دونو عالم کی حکومت ہے

سلام اُس پر نئی دنیاؤں کی جس نے خبر دی ہے
خبر تسخیرِ مہ کی صورتِ شق القمر دی ہے

درسِ حدیث

(حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری)

- خاتون جنت رضؓ کو حضورؐ کی تلقین • حضور انورؐ کا عمدہ ترین کھانا
- یارانِ نبیؐ کی باہمی اُلفت • امیرالمومنین کی سادہ پوشی

خاتون جنتؓ کو حضورؐ کی تلقین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہا حضرت علیؓ کی بیوی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ، خاتون جنتؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال جب ہونے لگا تو فرمایا کہ اے بیٹی! تو مت رونا، خاندان میں سے سب سے پہلے تیری ملاقات مجھ سے ہوگی اور جنت کی جتنی عورتیں ہیں اُن تمام کی سرداری اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں دیں گے —— وہ خاتون جنت آکر عرض کرتی ہیں کہ حضورؐ! میں اپنے ہاتھ سے چکی پیستی ہوں، میں اپنے ہاتھ سے گھوڑے کے لئے گھاس تیار کرتی ہوں، از راہ نوازش مجھے خادم عطا فرمایا جائے —— حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی! اس سے بڑی چیز میں تمہیں بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب تم سونے لگو۔ تو اُس وقت ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، ۳۳ دفعہ الحمد للہ، ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو —— یہ تو ذکر الٰہی ہوا آج بھی تسبیح فاطمی سے مشہور ہے۔ پانچ نمازوں کے بعد بھی اسے پڑھا جائے —— اور پھر یہ فرمایا کہ بیٹی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک چغہ تھا دن کے وقت جب وہ گھر سے تبلیغ کے لئے نکلتے تھے تو وہ پہن لیتے تھے۔ اور رات کے وقت میاں بیوی کے لئے یہی ایک چغہ تھا۔ کون حضرت موسیٰ علیہ السلام؟ جن کی لاٹھی میں اللہ نے وہ طاقت رکھی کہ فرعون کی تمام سائنس مات پڑ گئی۔ فرعون ۲۵ لاکھ کی فوج لے کر بحیرہ قلزم کے کنارے چلتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کہاں ہم سے چھوٹیں گے؟ فرعون جو اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی کا دعویٰ کرنے والا تھا وہ جاتا ہے کئی لاکھ فوج لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے اور اُن کے پاس ایک لاٹھی ہے۔ دریا کے کنارے پہنچے قوم انہیں کہتی ہے کہ حضرت! وہاں سے تو ہمیں آپ نکال لائے، آگے سمندر ہے، پیچھے فرعون ہے، ہم کو تو دو چکی کے پاٹوں میں آپ نے گھیر لیا، اب تو ہم ختم ہو جائیں گے۔ فرمایا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ۔ (س الشعراء آیت ۶۲)، کوئی فکر نہ کرو، ایک لاٹھی کو مارا بحیرۂ قلزم کے اوپر، بارہ سڑکیں بن گئیں، اور اُن کے اوپر فوجیں جا رہی ہیں، لیکن ایک طرف حالت یہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک چغہ ہے، اُس ایک چغے کو رات کے وقت میاں بیوی دونو اوڑھ لیتے تھے اور دن کے وقت اُس چغے کو پہن کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ ترین کھانا

حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ بیٹی! یہ بتانا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اچھے سے اچھا، لذیذ سے لذیذ کھانا جو تناول فرمایا وہ کیا تھا؟ وہ کون سی چیز تھی؟ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا اپنے والد ماجد سے کہ حضرت میرے ہاں ایک دفعہ گھی تھوڑا سا ہانڈی کے تلچھٹ میں تھا، اور گھر میں جو کی روٹی تھی، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، میں نے اُس گھی کو روٹی کے اوپر مل کر خدمت میں پیش کیا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے تناول فرمایا ——

یارانِ نبیؐ کی باہمی اُلفت

میرے محترم بزرگو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے جو مالک ہیں۔ اُن کا یومیہ آٹھ آنے تھے اور مسلمان جو اہلِ حل و العقدہ ہیں، مجلس وزراء اور مجلس شوریٰ جس کو کہا جاتا ہے، وہ درخواست کرتے ہیں درخواست میں وہ ڈرتے ہیں کہ سامنے تو ہم کہہ نہیں سکتے، حضرت حفصہؓ کو واسطہ بنایا، پھر حضرت عمرؓ جواب دیتے ہیں کہ اے بیٹی! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رستہ ہمیں سکھلایا ہے، اور اُس راستے پر میرے ایک ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے، تم اُن آدمیوں کو کہہ دینا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اُس راستے سے ہٹ جاؤں؟ پھر منزل مقصود پر کیسے پہنچوں گا؟ میری زندگی وہی ہوگی۔

امیرالمومنین کی سادہ پوشی

آج آپ دیکھئے دس بارہ کروڑ مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ہیں۔ لیکن یہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دس بارہ کروڑ طاقت والوں نے بائیس لاکھ آدمیوں سے تھپڑ کھالئے اور کتنی ذلت ہم آج اٹھا رہے ہیں! اور ایک وقت وہ ہے یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جب اُن کو یہ معلوم ہوا، بیت المقدس کے پادریوں نے فوج سے یہ کہا کہ اس بیت المقدس کی کنجی ہم تمہارے امیر اور خلیفہ کو دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے آنے لگے۔ طریقہ یہ تھا کہ دو میل چار میل خود سوار ہیں اور پھر اُترے، اونٹ کی مہار پکڑی، اور غلام سے کہا کہ اب چار میل تم سوار ہو، اتفاق کی بات کہ جب بیت المقدس قریب آیا تو راستے میں ہزاروں پادری اور بڑے بڑے کرنل اور جرنیل استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں ابوعبیدہ بن جراحؓ کہ امیرالمومنین تو مہار پکڑے ہوئے ہیں اور غلام اُونٹنی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اُس وقت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ایک جوڑا کپڑوں کا میں لایا ہوں، صاف ستھرا، آپ کے سامنے یہ

جتنے لوگ ہیں، اس ملک کے کفار، یہ سب کے سب تعظیماً کھڑے ہیں، بڑے زر و جواہر کا لباس اُنہوں نے پہنا ہوا ہے آپ امیر المومنین ہیں (اُس وقت کرتے کے اوپر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں) اور پھر یہ مہار آپ نے پکڑی ہے اور آپ کا غلام اوپر بیٹھا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان کپڑوں کو بدلیں، یہ صاف ستھرے کپڑے پہن لیں۔ فرمایا: دیکھو ابوعبیدہ رضؓ! ہم کو جو اللہ نے عزت دی، یہ کپڑوں کی وجہ سے نہیں ہے یہ اسلام اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے ہے ــــ کہاں ہم اُمیین اور کہاں یہ قیصر وکسریٰ اور تمام بیت المقدس کے جو پادری ہیں اور اس ملک کے باشندے، یہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہیں، یہ برکت کس کی ہے؟ یہ کپڑے کی نہیں ہے کہ ہمارے کپڑے اچھے ہوں، یا دولت کی نہیں ہے، یہ برکت ہے اُس کلمے کی، اُس قرآن کی، اللہ وہ ذات ہے جس نے اُمیین میں یعنی اَن پڑھوں میں رسول بھیجا ــــ اس میں ایک نکتہ یہ بھی علماء لکھتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اُس وقت تمام دنیا غلطی میں مُبتلا تھی۔ تمام دنیا میں شرک، گناہ، غلطی موجود تھی، لیکن عرب کی غلطی جو تھی وہ جہل کی غلطی تھی۔ یعنی اُمّی تھے، ناسمجھ تھے، اور قیصر وکسریٰ، شام و روم اور دوسرے ملکوں کی جو غلطیاں تھیں وہ علمی تھی، وہ خوب سمجھتے تھے کہ شرک بُرا ہے لیکن کرتے رہے ــــ فرق تھا ــــ عرب کے باشندے جو تھے وہ جہل بسیط میں مبتلا تھے، یعنی وہ اَن پڑھ تھے اور اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے بس وہ غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے ــــ اور باقی دنیا کے لوگ تعلیم یافتہ تھے ــــ

بھائیو! اَن پڑھ آدمی کا ٹھیک کرنا تو مشکل نہیں ہے، لیکن تعلیم یافتہ جب خراب ہو جائے تو اُس کا ٹھیک کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں فرض کیجئے ایک لکڑی کی تختی ہے اُس پر چند حروف غلط آپ لکھ لیں، آپ نے کسی کے سامنے کر دیا، کہ بھائی یہ تختی ہے، اس پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے وہ کہے، یہ تو غلط ہے۔ بھائی اس کی اصلاح کیسے کریں؟ پانی سے دھو لیجئے اور پھر اس پر مٹی مل لیجئے، پھر صحیح کلمہ لکھئے ــــ تو جاہل جو ہوتا ہے، وہ ناسمجھی کی بنا پر چاہے کچھ بھی کرے لیکن ایک دفعہ جب وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر وہ غلط راستے پر نہیں جاتا۔ آپ کے سامنے حضرت مفتی بشیر احمد صاحب نے ولید ابن ولید کا قصہ سنا دیا کہ جب تک اُسے اسلام معلوم نہ تھا وہ مخالفت بھی کرتا رہا، لڑتا بھی رہا۔ لیکن جب اُسے ایک چیز معلوم ہوگئی کہ یہ حق ہے، پھر وہ اُس وقت سب کچھ قربان کرنے لگا۔ اور مسلمان ہُوا ــــ اور یہ تعلیم یافتہ جب خراب ہو جاتا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے لوہے کی ایک تختی ہیں آپ غلط حروف کندہ کر دیں، اب اس تختی میں سے آپ اُس غلط کلمے یا غلط حروف کو کیسے مٹائیں گے؟ دھو لیجئے صابن کے ساتھ خوب، پاؤڈر بھی لگا لیجئے، مٹے گا کبھی نہیں مٹتا ــــ بھائی! رگڑ سے، بوری سے، ٹاٹ سے، صابن سے، نہیں کسی سے یہ ٹھیک نہیں ہوتا ــــ اس کے لیے اب کیا طریقہ ہے؟ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اب اس لوہے کی تختی کو آگ میں ڈال دو تاکہ وہ پگھل جائے، لوہار کو دو تاکہ وہ پگھلا دے اور پگھلنے کے بعد پھر ہتھوڑا لو اور اُسے خوب پیٹو، دوسری تختی بناؤ ــــ مادہ تو وہی ہے لیکن اُس کی پہلی ہیئت کو بگاڑ کرکے پھر اُس تختی کو ٹھیک کرو، تب اُس کے اُوپر آپ صحیح حروف کندہ کر سکیں گے ــــ (باقی آئندہ)

بقیہ: عظمت صحابہ کرام رضؓ

اذا رأیت الرجل ینقص احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فاعلم انہ زندیق و ذالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق والقران حق و انما ادی الینا ھذا القران والسنن، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطل الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولیٰ و ھم زنادقۃ۔

ترجمہ: جب تم کسی شخص کو صحابۂ کرام رضؓ کی تنقیص کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قرآن مجید حق ہے اور تحقیقی بات ہے کہ یہ قرآن اور نبی علیہ السلام کی سنتیں ہم کو صحابہ رضؓ ہی نے پہنچائی ہیں۔ اب یہ بد دین لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے دین و مذہب کے گواہوں کو مجروح کر دیں تاکہ کتاب و سنت کو باطل ٹھہرائیں۔ حالانکہ جرح انہی لوگوں پر ہونی چاہئے اور وہی اس کے مستحق ہیں۔

اسلاف کا طرزِ عمل

بہر حال سلف صالحین اور متقدمین کا اس بارے میں ایک ہی رویّہ تھا کہ وہ صحابہ کرام رضؓ کے خلاف نکتہ چینیوں کو کبھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اور جو بھی صحابہ کرام رضؓ کے حق میں دروغ گوئی کرے اسے زندیق خیال کرتے ــــ

ان مختصر تفصیلات سے حضرات صحابہ کرام رضؓ کا مقام، ان کی شان مقبولیّت اور ان کے حقوق کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ خلاصہ یہ ہے کہ ان کے قلوب رذائل نفس سے پاک ہو چکے تھے، جاہ و مال کی محبت اور ہوس اقتدار سے وہ بری تھے۔ ان کا درجہ بعد کے اولیاء اللہ سے بدرجہا فائق اور بالاتر ہے ــــ امت کے اولیاء میں سے کوئی بڑے سے بڑا عرش بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کے مطابق صحابیت کے مقام و رتبہ کو نہیں پا سکتا۔

لہٰذا ہمیں ان کے ساتھ عقیدہ اور حسن ظن رکھنا ضروری ہے، ان کی تنقیص اور عیب جوئی اور تنقید کا کوئی جواز ہے اور نہ کسی کو اس کا حق پہنچتا ہے۔

مجلس ذکر

۱۵ رجمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۳۱ رجولائی ۱۹۶۹ء

توبہ

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:۔
نا عوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○
(س النور ۔ آیت ۳۱)

ترجمہ: اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی پہلے جو کچھ حرکات ہو چکیں اُن سے توبہ کرو اور آئندہ کے لئے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

انسان خطا کا پُتلا ہے

جو لوگ کسی اللہ والے کے ہاتھ پر یا کسی ولیٔ کامل کے دستِ مبارک پر بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں وہ توبہ سے پوری طرح باخبر ہیں لیکن جو بھائی کسی سے بیعت نہیں ہیں توبہ کی حقیقت سے بے خبر تو وہ بھی نہیں ہیں کیونکہ کہا جاتا ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ۔ انسان خطا اور نسیان کا پُتلا ہے — میں مثال دیا کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ اس کا جسم یا لباس میلا کچیلا ہو لیکن انسان کی دسترس سے باہر ہے، کتنا بھی آپ بچیں بچائیں، میل جسم پر بھی لگتی ہے، کپڑوں کو بھی میلا کرتی ہے، نتیجہ یہ ہے کپڑے بھی دھونے پڑتے ہیں غسل بھی کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے ہر نماز کے لئے وضو اور ہر جمعے اور عیدین کے لئے غسل ضروری قرار دیا گیا اور ہر جمعے کے لئے کپڑے دھونا، غسل کرنا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو لگانا بھی سنت ہے۔ اور زائد از ضرورت بالوں کو لینا، یہ سنّت صرف حضورؐ ہی کی نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء کی سنت ہے اس سے یقیناً عام انبیاءِ کرام جو ہیں وہ بھی مستثنیٰ نہیں ہیں، وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ خصوصاً یہ سنّت حضرت ابراہیم ع کی سنن مبارکہ میں سے ہیں۔

حضرت آدم ع کی توبہ

آج مجھے توبہ پر گفتگو کرنی ہے۔ قرآن حکیم کے پہلے پارے میں آتا ہے۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرہ آیت ۳۷)

کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو، اُن سے یا حضرت حوّاؑ سے جو چند غلطیاں ہوئیں ان کی پاداش میں جنت سے نکال کر، اس عالمِ آب وگل، اس عالم ناسوت میں بھجوا دیا، پھر اللہ نے ان کو توبہ کے کلمات عطا کئے اور اللہ تعالےٰ نے توبہ قبول فرمائی اور پھر اللہ نے ان کے ساتھ جیسے پہلے تعلق تھا پھر وہی تعلق بلکہ اس سے بھی زیادہ عنایات سے سرفراز فرمایا۔ اور اس دنیا کے اندر انہیں ساری نسلِ انسانی کا جدِّ امجد قرار دے دیا گیا۔ یعنی پہلا مُصلح، پہلا ریفارمر، پہلا انسان، پہلے انسان کا پہلا باپ، جدِّ امجد ہمارے اور آپ سب کے۔

توبہ کے متعلق ارشاداتِ نبویؐ

اِدھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ جب توبہ کرنے والا توبہ کرتا ہے تو اس طرح پاک صاف ہوتا ہے جیسے کہ اس سے گناہ سرزد ہوا ہی نہیں۔ دوسری طرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حج کے لئے آتا ہے۔ اگر کسی مسلمان کو، بالغ کو، اللہ نے دولت بکثرت دی ہے تو زندگی میں ایک بار حج فرض ہوتا ہے۔ نفلی طور پر جب چاہے کرلے۔ نفلی طور پر بلا استطاعت بھی کرنا جائز ہے اور ایک دفعہ فرض کے بعد ہزار دفعہ نفلی حج کرے تو اس کے لئے گنجائش ہے۔ اگر وہ ایک حج میں جاتا ہے اور طواف کرتا ہے۔ تین عمرہ کو بھی حج کے برابر حضورؐ نے ارشاد فرمایا مگر حج فرض لاتعداد عمرہ سے بھی ادا نہیں ہوپاتا۔ تو ارشاد ہے کہ جو حج کرلے، اس طرح گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں، یا جس طرح ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا ہو۔ اس کے سر پر کوئی گناہ ہی نہیں ہے — اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو مسلمان چالیس نمازیں تسلسل کے ساتھ مسجد نبوی میں بہ اقتدائے امام ادا کرلے اس کے لئے بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَالنِّفَاقِ کی خوشخبری ہے۔ مزید یہ کہ نہ منافق ہو سکتا ہے اور نہ وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔ سبحان اللہ یہ کتنا بڑا انعام ہے —! یہ سب توبہ کے صدقے ہے۔

حضرتؒ یوں توبہ کروایا کرتے تھے

یعنی انسان کتنا خطاکار ہو، حج کے لئے چلا جائے، سارے گناہ معاف، شہادت کا رتبہ پالے، تو بھی سب گناہ سوائے قرض کے معاف ہو جاتے ہیں، اور کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت کرے تو بیعت کے الفاظ چاہے ایک دوسرے سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں لیکن مقصود اُن سے توبۃً اللہ ہی ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے طور پہ ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرتؒ مختلف جملے فرمایا کرتے تھے جن کا لُبِّ لباب یہ تھا۔ "توبہ کی میں نے شرک سے،

توبہ کی مَیں نے کفر سے، توبہ کی مَیں نے بدعت سے، توبہ کی مَیں نے اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی سے" اس کے بعد "اے اللہ! تیرا اور تیرے رسولؐ کا ہر فرمان دل سے سچا جانتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کی پوری پوری توفیق اور اس کے ساتھ ساتھ گذشتہ را صلوٰۃ، آئندہ را احتیاط، گذشتہ جو گذر گیا، گذر گیا، آئندہ کوشش کروں گا کہ پھونک پھونک کے قدم رکھوں، جو غلطی ہوگئی تو پھر اللہ کے حضور توبۃ اللہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں"۔

استغفار کی برکات

مَیں اس وقت یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ توبہ کرکے انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے مَیں نے کہا کہ انسان خود کتنا بچنا چاہے گناہ سے آلودہ ہو ہی جاتا ہے اور کتنا ہی لباس بچانا چاہے آخر ساتویں آٹھویں دن بدلنا پڑتا ہے اور یہ سنّتِ رسولؐ ہے۔ کیونکہ میلا ہو جاتا ہے، کتنا ہی انسان گناہ سے بچے، کتنا ہی گناہوں سے بچنا چاہے۔ صغائر تو بے اختیار سرزد ہو ہی جاتے ہیں۔ بلکہ کبائر سے انسان کا بچنا آج کل مشکل ہو گیا ہے۔ یعنی آپ پڑھیں تو حیران ہو جائیں گے۔ ماں باپ کو ستانا، دکھ دینا یہ بھی کبائر میں سے ہے، شرک بھی کبائر میں سے ہے، اس کے علاوہ زنا بھی کبائر میں سے ہے۔ شراب بھی کبائر میں سے ہے۔ ان کبائر سے آج ہم مسلمانوں کو مجتنب نہیں پاتے۔ صغائر پر دوام، یہ بھی بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار کے لئے ہمارے اکابر بزرگ بہت تاکید فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا درُود مَیں بھی بھیجتا ہوں اپنے نبی پر، فرشتے بھی بھیجتے ہیں، اے مسلمانو! تم بھی بھیجو اور استغفار کے لیے بڑی تاکید کی گئی اور تمام اولیائے عظام اس پر مداومت فرماتے رہے خود حضرتؒ نے کارڈ چھپوا رکھا ہے جس پر استغفار بھی لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ درود شریف اور تسبیح و تحمید کے الفاظ بھی اس ترتیب سے لکھے ہوئے ہیں۔ جن کے ہمراہ روزانہ پڑھنے کی تعداد بھی درج ہے:۔

۱۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (ایک سو مرتبہ روزانہ)

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ (دو سو مرتبہ روزانہ)

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ (تین سو مرتبہ روزانہ)

ان کلمات کی حضورؐ نے بڑی تعریف فرمائی ہے۔ کہ کہنے کو تو یہ چھوٹے سے جملے ہیں مگر ان کی بہت ہی زیادہ تاکید ہے اور بہت ہی زیادہ ان کی برکات ہیں۔

حج سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

میرا آج کا توبہ کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ ایک توبہ جو آپ نے کسی بزرگ کے ہاتھ پر کی ہے بے شک وہ توبہ بہت قیمتی توبہ ہے، بہت معنیٰ خیز توبہ ہے، اس نے آپ کو گذشتہ گناہوں سے نجات دلا دی۔ اگر آپ میں سے کسی کو حج نصیب ہوا ہے تو بھی وہ یقیناً گناہ سے پاک ہو گیا لیکن پھر دنیا کے اندر ہم بھی رہ رہے ہیں، آپ بھی رہ رہے ہیں، میں بھی چار دفعہ حضرات والدین ماجدین کی برکت سے حج کو گیا۔ توبہ اللہ نے قبول ضرور فرمائی، وہ تو مقام ہی ایسا ہے۔ اللہ کریم آپ سب حاضرین و ناظرین کرام کو شرف حج و زیارت سے مشرف فرماویں۔

حج کہتے ہیں میدانِ عرفات میں نویں ذی الحج کو میدانِ عرفات کے اندر ایک لمحہ انسان گذر جائے یا قیام کرلے، وہ چاہے خواب میں ہو یا بیدار ہو، ہوش میں ہو یا بیہوشی کے اندر ہو حج ادا ہو جاتا ہے۔ اور ایک لمحہ اگر پہلے طلوع سے یا ایک لمحہ بعد غروب کے چلا جائے حج ادا نہیں ہوتا۔ اندازہ لگائیے۔ حج ہے طلوع شمس سے لے کر غروب تک، کسی مسلمان کا دن بھر یا چند لمحے قیام یا وہاں سے سواری پر یا پاپیادہ گذر جانا، حج ادا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے آگے پیچھے سارا سال حج نہیں، یعنی حج وقت کے ساتھ بھی متعین ہے، مقام کے ساتھ بھی متعین ہے، یہاں بیٹھ کر آپ حج نہیں کر سکتے، یوم عرفہ کے تعین کے ساتھ نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں ہی حج ہو گا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میدانِ محشر کہاں ہے؟" آپؐ نے فرمایا۔ یہی میدانِ عرفات جس میں ہم سال کے سال حج کے لئے جمع ہوتے ہیں" اب مَیں اپنی عقل سے یہ قیاس کرتا ہوں کہ دنیا ساری پر انسانی آبادی اس وقت آباد ہے اور اگر یہ ساری عرفات میں چلی جائے تو سینکڑوں میلوں تک نہیں سما سکتی، ہزاروں میلوں تک انسان ختم نہیں ہوں گے، چہ جائیکہ جس دن سے انسان دنیا کے اندر آیا اور قیامت تک کے انسان وہاں سما جائیں! ناممکن سی بات ہے۔ حج کے دن ایک بہت بڑی دوربین لے کر مصری انجینیئر دیکھ رہے تھے، جبل رحمت پر کھڑے ہو کر، جبل رحمت کہتے ہیں اس پہاڑ کو جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، وہ جبل النور بھی کہلاتا ہے، جبل الرحمۃ بھی کہلاتا ہے، اصل غارِ حرا ہے لیکن یہ پہاڑ عرفات کا، اس پر ایک مقام ہے جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ٹھہری تھی اس پر شاہِ سعود اور اس کے حواری ٹھہرے ہوئے تھے، اس مقام کو جبل رحمت کہا جاتا ہے رحمت کا مقام کون سا ہے؟ جہاں اللہ کا ایک بندہ اللہ کا نام لینا شروع کر دے، وہیں اللہ کی رحمت نازل ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمۃ للعالمین ہیں، جہاں آپؐ کے قدم چلے گئے، جہاں آپؐ کے غلامؓ چلے گئے، وہ مقام مقامِ رحمت بن جاتا ہے —— رحمۃ للعالمین اور رب العالمین، دونو سے اللہ نے ہم کو اور آپ کو واسطہ ڈالا ہے، تو ہم پر اللہ کی رحمتیں کیوں نہ نازل ہوں، یہ پاکستان بنا، پاکستان کا

قیام، پاکستان کا بچاؤ، یہ ساری خدا کی رحمتیں ہی تو ہیں، اس کی رحمتوں کا کوئی حد و حساب نہیں، اس کی رحمت کسی زمین خاص کے ساتھ مخصوص ہی نہیں، ہر مقام پر جہاں اللہ کا گھر ہے، وہاں اللہ کی رحمت ہی رحمت برستی ہے، یہ بھی اللہ کی رحمت ہی ہے کہ ہم اس کے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ کے گھر ہی میں بیٹھے ہیں۔

اللہ تعالےٰ توّاب الرّحیم ہے

توبہ کے لئے میں عرض کر رہا تھا کہ جس طرح ہمارے آپ کے کپڑے ہر ہفتے بدلتے ہیں، ہر ہفتے نمازِ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں، ہر پنجوقتہ اللہ تعالیٰ کے دربارِ شہنشاہی میں سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ تو مستقل توبہ ہے لیکن انسان کو چاہئے کہ جب توبہ حقیقی کی تھی کسی اللہ والے کے ہاتھ پر، یا ویسے ہی کوئی گناہ ہوا اور خدا کے حضور توبہ کی، دونو توبہ برابر ہیں، یعنی گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں توبہ سے، جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی، انہوں نے توبہ کی، اللہ نے معاف فرما دیا۔ وہ کریم ہیں، توّاب الرحیم ہیں۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (البقرہ ۳۷)

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگاہِ ما درگاہِ نومیدی نیست
گر سو بار توبہ شکستی باز آ

بہت ہی توبہ قبول کرنے والے ہیں، بڑے ہی مہربان ہیں، رحمٰن و رحیم ہیں، آپ خطا پہ خطا کئے جا رہے ہیں، جرم پر جرم، قصور پر قصور، گناہ پر گناہ، لیکن وہ توّاب الرحیم ہیں، پھر بھی معافی پہ معافی، معافی پہ معافی — اگر کوئی انسان ہوتا تو اس کا دل گردہ اتنا نہیں ہے کہ کوئی اس کا جرم کرے یا خطا کرے، یا کوئی کسی کا نوکر مالک کو، آقا کو روز دھوکہ دے اور وہ روز ہی معاف کرتا چلا جائے، یہ نہیں ہو سکتا۔ برعکس حق تعالےٰ کہ وہ اپنے فضل سے خطا در خطا معاف کر رہے ہیں۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ دیکھتے ہیں گناہ پہ گناہ، خطا پہ خطا، ساری عمر شرک اور کفر پر گذار دی اور اخیر جا کر کے حالت نزع و یاس سے پہلے توبہ کر لی اللہ نے قبول فرما لی۔ بڑے بڑے فسّاق و فجّار، کفّار و مشرکین کی توبہ قبول ہوئی۔

ہر شخص کو اپنی کرتوتوں کا علم ہے

تو میں آپ سے اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ ان نمازوں میں انسان خود اپنے اعمالِ سیئہ کی معافی طلب کرے۔ کیونکہ ؎

نویسندہ داند کہ درنامہ چیست

(خط لکھنے والے کو پتہ ہے کہ خط میں کیا ہے) ہم آپ نہیں جانتے کہ مضمون خط کیا ہے۔ اسی طرح میرا اور آپ کا حال ہے، پس پشتِ خلق خدا سے ہم کیا کرتے ہیں، اللہ کے علم میں ہے، اللہ تعالےٰ نے کراماً کاتبین لگا رکھے ہیں، اُن کے علم میں ہے لیکن میرے اور آپ کے علم میں تو نہیں ہے یعنی آپ کے علم میں تو نہیں ہے کہ خلوت میں میں کیا کرتا ہوں، آپ کیا کرتے ہیں۔ لیکن انسان کے اپنے علم میں تو ہے۔ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح کپڑے بدلتے ہیں، غسل کرتے ہیں، میل جھاڑتے ہیں۔ استغفار روزانہ کر کے گناہ سے روز کے روز اپنے مالک و آقا سے معاملہ صاف کر لیا کیجئے — نہیں تو کم از کم جس روز موقع ملے، یا یہ ہے کہ جب آپ کو احساس ہو کہ ہم سے غلطی ہوئی، بہتر تو یہ ہے کہ انسان ہر رات اپنا محاسبۂ نفس کرے۔ کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ (الاعراف ۳۴) جب وقت آئے گا ایک لمحہ کے لئے بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہو پائے گا۔ اس لئے انسان روز کے روز حساب بے باق کرے، ادھار رکھیں ہی نہیں۔ اگر غلطی ہوئی تو ہر نماز کی ہر رکعت میں، ہر نماز کے آخر میں، التحیات کے بعد ہاتھ اٹھا کے انسان خدا سے توبہ کر سکتا ہے۔ صغیرہ ہو، کبیرہ ہو، کوئی بھی گناہ ہو، اوّل تو اللہ تعالیٰ بچائے، پھونک پھونک کر قدم رکھئے۔ صغیرہ بھی نہ ہونے پائے، ایسے اولیائے کرام ہیں، اوّل تو حفاظت صرف انبیاء کی اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمے لی ہے کہ کبیرہ اور صغیرہ سے محفوظ ہیں — ہر انسان خطا اور نسیان کا پتلا ہے لیکن اگر اولیائے کرام کو اللہ تعالےٰ محفوظ رکھیں یا وہ خود بچنا چاہیں تو ان کا بچ جانا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ محض حق تعالےٰ کے فضل اور احسان پر ہی موقوف ہے، انسان کوشش کرے۔ اور یہی ہمارا کام ہے، یہی ہماری ذمہ داری ہے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (النجم ۳۹) — انسان کا کام کوشش ہے، سو کوشش کیجئے۔ اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچیں لیکن اگر ہو جائے غلطی تو پھر ہر نماز کے بعد ضرور توبہ کر ڈالے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اسی وقت توبہ کرے، جیسے گرمی لگی غسل کر لیا، ناپاک ہوئے نہا لیا، بھوک لگی کھا لیا، پیاس لگی پانی پی لیا، گناہ ہوا فوراً توبہ کر لی — بہتر تو یہی تھا — یہ نہیں تو پھر کم از کم ہر نماز کے بعد، اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم سحور کو اٹھنے کے بعد اگر پچھلے گناہوں پر انسان نظر دوڑائے، اگر غلطی ہوئی ہو تو توبہ کرے، یہ بھی نہیں تو عشاء کے بعد انسان سونے سے پہلے محاسبۂ نفس کرے، کم از کم جمعہ کے دن ہی محاسبہ کر لے، اگر یہ بھی نہیں تو کم از کم رمضان کے رمضان ہی کر لیا کرے۔ بہتر یہی ہے کہ ہر نماز کے بعد انسان اپنا محاسبۂ نفس کر کے اپنا معاملہ صاف کرے، کم از کم ہر نماز نہیں تو عشاء کے وقت یا سحور کو اپنا معاملہ خدا سے درست کر لیا کرے، کوئی پتہ نہیں موت کب آتی ہے، میں تو کہتا ہوں کہ پہلے تو موت کے لئے بہانے بنتے تھے اب بہانہ بھی نہیں بنتا۔ گھر سے انسان نکلتا ہے سفر کے لئے، گھر سے انسان نکلتا ہے کاروبار کے لئے، سودا سلف لینے کے لئے، بعض اوقات لاش ہی واپس آتی ہے۔ اسی لئے کوئی اعتبار نہیں ہے زندگی اور موت کا، موت اور زندگی کے درمیان فاصلہ ہی کوئی نہیں رہ گیا، ایک قدم کا بھی

نہیں ہے، ایک سیکنڈ کا بھی نہیں ہے۔

عدم تشدد کے علمبرداروں کا پوسٹمارٹم

اب دیکھئے ہیروشیما کے اندر ان بدبخت اتحادیوں نے جو تہذیب و تمدن کے بڑے علمبردار بنے پھرتے ہیں اور یہ حضرت عیسیٰؑ کے پجاری جو عدم تشدد کے بزعم خود بہت بڑے علمبردار ہیں اور کہتے ہیں ایک طرف کوئی رخسار پر چپت مارے تو دوسرا بھی پیش کردو، ایک کپڑا چرائے تو دوسرا اس کے ہاتھ میں خود دے دو، ان بدبختوں نے ایک ایٹم بم سے بدھ کے پجاری، جاپانیوں کو ایک لمحے کے اندر خدا معلوم کتنے لکھو کھا انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا، انسان ہی نہیں ہر جاندار کا خاتمہ کردیا خیر سے یہ ہیں علمبردار تمدن اور یہ علمبردار عدم تشدد کے اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا کوئی جنگ و جدل سے دور کا واسطہ نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ دنیا کے اندر قتل و قتال فتنہ و فساد انہوں نے برپا کیا، سب سے زیادہ ظلم و ستم انہوں نے کیا۔ میں کہتا ہوں ساری دنیا کی جنگیں ایک طرف اور ہیروشیما کے ایٹم بم کی تباہ کاریاں ایک طرف۔ یہ اُن سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔

اللہ والوں نے لوگوں کو کلمہ پڑھوایا

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کس قدر غزوات میں شرکت کی لیکن ان سارے غزوات میں سارے دشمنوں کے صرف دو سو آدمی کام آئے ہیں حالانکہ ہیروشیما کے ایک بم سے جو تباہی ہوئی ہے یہ اُس کا عشر عشیر، اس کا ہزاروں حصہ بھی نہیں بنتی جنگیں اور تباہی، تباہی انہوں نے مچائی اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق کہتے ہیں۔ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ میں حضرت مدنیؒ کا جملہ نقل کیا کرتا ہوں شیخ الاسلام —— فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایک طرف مستشرقین یورپ نے اور دوسری طرف آریہ سماجیوں نے غوغا آرائی سے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے۔ کسی تیمور لنگ نے، کسی بابر نے، کسی اکبر نے کسی کو کلمہ پڑھایا؟ یا کسی محمود نے کسی محمد بن قاسم نے؟ کلمہ پڑھایا تو حضرت اجمیریؒ نے، حضرت علی الہجویریؒ نے، اور عصر حاضر میں مبلغ اعظم حضرت مولٰنا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے، اپنے حضرتؒ نے۔ سندھ اور کراچی میں حضرت مولٰنا محمد صادق صاحبؒ نے جو حضرت شیخ الاسلام کے ساتھی تھے۔

حضرت امروٹیؒ نے، حضرت دین پوریؒ نے، تمام اولیاء کرام نے، حضرت مدنیؒ ہوں یا حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ ہوں، میاں صاحبؒ کلمہ اُنہوں نے پڑھایا اللہ کا نام انہوں نے بلند کیا۔ ڈنکے انہوں نے اللہ کے نام کے بجائے، سو ان کے پاس کونسی توپیں، کون سی بندوقیں، کون سی فوجیں تھیں؟ ایمان نام ہی تصدیق بالقلب کا ہے جبر و اکراہ کی تو اسلام میں اجازت ہی نہیں ہے، اگر جبر و اکراہ سے کسی کو کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تو وہ کلمہ معتبر ہی نہیں ہے، اگر پڑھاتے بھی یہ حکمران، سپہ سالار اور بادشاہ تو وہ حکم معتبر ہی نہ ہوتا کیونکہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے ڈر کے اسلام قبول کیا تھا اور لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قف (البقرہ ۲۵۶) اسلام میں زور زبردستی نہیں۔ ہاں کوئی اسلام لائے سوچ سمجھ کے، اپنی سوجھ بوجھ کے ساتھ، اپنے حواس کے ساتھ، اور اس کے بعد دھوکہ دے کر کے اگر مرتد ہو جائے جیسا کہ قرآن میں آتا ہے کہ یہودیوں نے سازش کی تھی کہ شام کو مسلمان ہو جاؤ صبح کو پھر یہودی تاکہ جو مسلمان ہو چکے ہیں انہیں یہودیوں میں واپس آنے کا موقع ملے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں گاندھی کا بیٹا مسلمان ہو گیا، پھر ہندو ہو گیا، یہ گویا دوسروں کو راستہ دکھایا کہ تم جو صدیوں سے مسلمان ہو چکے ہو تم بھی لوٹ کر ہندو ہو سکتے ہو اس لئے اسلام نے واپس جانے کا راستہ بند کر رکھا ہے آتے ہو تو سوچ بچار کر کے آؤ سمجھ بوجھ کے ساتھ آؤ، واپس جانے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے لیکن انگریز کے بدبخت دور کے اندر ہزاروں مرزائی، ہزاروں عیسائی، ہزاروں بے ایمان ہوئے لیکن کسی ایک کو سزا نہ ملی کیونکہ اسلامی حکومت ہی نہیں تھی اب تو کم از کم مسلمان حکومت ہے اسلامی حکومت ہے اسے اسلام کی لاج رکھنی چاہیئے، اسلام کے قوانین کو اپنے اوپر لازم کرنا چاہیئے اپنے اوپر جاری و ساری کرنا چاہیئے تمام ممالک اسلامیہ میں — یہ بے غیرتی کی بات ہے قرآن حکیم کے علمبردار ہم ہیں، اُس پر عمل کون کرے گا؟ اُسے رائج کون کریگا؟ اُس کی ترویج کون کرے گا؟ عدلیہ اور انتظامیہ میں اس پر عمل پیرا کون ہوگا اس لئے اگر اسلام کا نام لیتے ہو تو پھر اسلام کو قبول کرو، اپناؤ، اُسے رائج کرو یا پھر سیدھے سیدھے انکار کردو۔ یہ دوغلا پن جو ہے، دو کشتی کے سوار، اسلام کا نام بھی اور اسلام کے ساتھ دُور کا بھی تعلق نہیں، یہ کیسا اسلام ہے

اپنے اعمال کا محاسبہ کیا کیجئے

بہرحال میں اتنا ہی آج کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو جو توبہ کی توفیق دی ہے اس توبہ پر ہی کمند نہ لگائے بیٹھیں گھمنڈ نہ کریں۔ بلکہ سوچ بچار کرتے رہیں، غلطی انسان سے ہوتی ہے، صغائر ہوتے ہی ہیں اور صغائر پر دوام کبائر تک جا پہنچتا ہے اس لئے سوچتے رہیے کہ جب کبھی گناہ ہو جائے تو استغفار کر لی جائے، اکثر مذہب علماء کا یہی ہے کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا لیکن بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ نیکیاں گناہوں کو کھا جاتی ہیں، اور قیامت کے دن نیکیاں بدیاں تلتی ہیں، نیکیاں زیادہ ہوں گی تو انشاء اللہ سیدھے جنت میں جائیں گے اب میں یہ نتیجہ اُس سے نکالتا ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْم پڑھتے ہیں، تو یقیناً وہ دُنیا ستر آخر اُس کا اجر ملتا ہے، اللہ تعالیٰ ستر سے بھی زیادہ بڑھا کے دے سکتے ہیں وہ قادر ہیں، تو ذاکر آدمی دس تسبیح بھی اَللّٰہ ھُو کی اگر کرتا ہے تو کم از کم دس ہزار اجر اس کا لازمی ہے، گناہ جتنا کریں گے، اُتنی سزا، زائد نہیں مل سکتی، یہ اللہ تعالیٰ کا ایک ضابطہ ہے تو میں کہتا ہوں ذاکر سیدھا جنت میں جائے گا کیونکہ اس کی نیکیاں بہرصورت

زیادہ ہیں۔ کیونکہ ایک تسبیح بھی اگر اَللہ ھُو کی کرلیتا ہے۔ اول تو ہزاروں سینکڑوں کرتے ہیں، سینکڑوں کرتے ہیں چونکہ مجھے علم ہے، چھوٹے چھوٹے ذاکرین ماشاء اللہ بہت کرتے ہیں، اولیائے کرام جو بڑے اونچے درجے کے ہیں اُن کا تو کہنا ہی کیا ہے، پھر نیکیاں ازخود زیادہ ہوں گی۔ کیونکہ ایک دانہ بوئیں گیہوں کا، جو کا، بھٹے کا، جوار کا، کس قدر دانے لگ جاتے ہیں، یعنی بھٹہ جو ہے، جسے بھٹہ ہم کہتے ہیں، مکّی، ایک دانہ بوئیں تو کتنے بھٹے اس پر لگتے ہیں! پھر ایک ایک بھٹے میں کتنے کتنے دانے لگتے ہیں! یہ بھی اللہ نے مثال دی نیکی کا اجر اسی طرح اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً (پس آل عمران ۱۳۰) اللہ دیں گے لیکن گناہ جتنا کیا، اتنی ہی سزا ملے گی، اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ اُسے بڑھا کر نہیں دیا جائے گا، پھر قیامت کے دن ذاکر کے گناہ تولے جائیں گے نیکیاں تولی جائیں گی تو یقیناً اُس کے گناہ کم ہونگے اور نیکیاں بڑھ جائیں گے، اول تو گے میرا خیال ہے کہ گناہ ختم ہی ہوجائیں گے جیسے صابن میل کچیل کو کھا جاتا ہے۔ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ ذاکر کے لئے بات ہے لیکن اگر غافل ہے تو پھر گناہ ہی گناہ ہیں، خدا کی نافرمانی ہی نافرمانی ہے اور توشۂ آخرت ہے ہی نہیں۔ تو پھر گناہ ہی گناہ ہیں تو جہنم ہی جائے گا! لیکن اگر خاتمہ ایمان پر ہوا ہے (گناہ کے باوجود) تو حضورؐ کی شفاعت سے جہنم سے نکل آئے گا لیکن گناہ کی سزا بھگتنے کے بعد۔ جیسے کہ جیل خانے میں مجرم رہتا ہے۔ اور قاتل کو وہیں سزا ملتی ہے۔ واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مشرک ابدالآباد تک جہنم میں رہے گا، مومن بہر صورت نکل آئے گا اس لئے حضورؐ نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ صدقِ دل سے جس نے حکم پڑھا بالآخر جہنم سے نکل کے جنت میں آجائے گا۔

آخری معروضات کا خلاصہ

سو آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے گناہوں پہ نگاہ رکھنی چاہیئے، ہرروز یا ہرجمعے، یا کم ازکم ہر سال محاسبۂ نفس کرنا چاہیئے۔ اگر غلطی، خطا ونسیان آپ کے دفتر میں ہے۔ تو اُس کو اللہ تعالیٰ سے توبۃ اللہ سے صاف کرلینا چاہیئے، اگر آدمؑ کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اور چھوٹے موٹے کیا بڑے بڑے خطاکاروں کے معاف ہوسکتے ہیں تو ہم آپ تو بہت ہی کمزور ہیں، کمزوروں کے توگناہ رب العالمین معاف ہی کردیں گے اس لئے سب سے زیادہ بہتر چیز تو یہ ہے کہ گناہ کے قریب بھی نہ جایئے لیکن اس کے باوجود اگر خطا ونسیان ہو جاتا ہے، تو فوراً استغفار کرکے حساب صاف کیجئے اور بلا ضرورت استغفار پر استغفار کرتے جایئے اور بلا ضرورت توبۃ اللہ کرتے جایئے۔ بس یہی آج کی معروضات تھیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے آپ کو اپنی یاد کی توفیق دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو اپنی عبادت سے، اپنے نبیؐ کو اطاعت سے اور مخلوقات کو خدمت سے راضی کرنے کی توفیق دیں۔ صغائر کبائر سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھیں اگر غلطی ہو جائے تو ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ واخردعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دعائے صحت

ملتان کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا خدابخش صاحب ملتانی ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔ جناب ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری یونائیٹڈ کرسچن ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ نیز۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب خطیب مسجد ٹبڑیاں لاہور بھی بیمار ہیں۔ ان سب حضرات کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام علماء حق اور تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے۔

اعلان

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ایبٹ آباد میں تشریف لا چکے ہیں پروگرام کے مطابق آپ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب جامع مسجد محلہ کنج جدید ایبٹ آباد میں مجلس ذکر کرائیں گے۔ نماز عشاء کے بعد درس حدیث اور صبح کی نماز کے بعد درس قرآن روزمرہ دیں گے جمعہ کی نماز بھی اسی مسجد میں پڑھائیں گے۔ آپ ایک ماہ تک ایبٹ آباد میں قیام فرمائیں گے۔ (عبدالجلیل ایبٹ آباد)

مولانا ضیاالقاسمی کی رہائی

گزشتہ جمعرات کو پاکستان کے شعلہ نواء خطیب اور نامور و مقبول عام مقرر مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ایک ماہ کی نظربندی کے بعد ہائی کورٹ سے ضمانت پر رہا ہوگئے ہیں

آپ ان فاضل نوجوانوں میں سے ہیں جنہوں نے اعلاء کلمۃ الحق کی پاداش میں بارہا قید و بند کے مصائب برداشت کئے ہیں اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر ان کے عظیم ملّی کارناموں اور دینی خدمات کو زندہ و تابندہ کیا ہے!

بروز ہفتہ جامعہ قاسمیہ لائل پور نے مولانا ضیاء القاسمی کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا۔ جس میں لائل پور کے جلیل القدر علماء کرام شریک ہوئے جن میں سے مولانا مفتی زین العابدین صاحب خطیب جامع مسجد، مولانا تاج محمود صاحب ایڈیٹر "لولاک" لائل پور مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب ایڈیٹر "المنبر" مولانا مجاہد الحسینی صاحب ناظم ادارہ صوت الاسلام لائل پور مولانا عبدالرحمن صاحب خطیب سنہری مسجد کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں

اسی روز بعد نماز عصر مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر مولانا عبید اللہ احرار نے اپنی رہائش گاہ پر مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا محمد شریف اشرف سابق پروفیسر مدینہ یونی ورسٹی (جو حال ہی میں جیل سے رہا ہوئے ہیں) کے اعزاز میں شاندار دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا۔ اس میں شہر کے تمام دینی جماعتوں کے رہنما مولانا مفتی زین العابدین صاحب امیر تبلیغی جماعت، مولانا تاج محمود صاحب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لائل پور، مولانا مجاہد الحسینی صاحب کنوینر ندوۃ العلماء پاکستان، مولانا محمد اسحٰق چیمہ صاحب جمعیۃ اہلحدیث مولانا سیف اسلم صاحب مولانا محمد یوسف انور صاحب شبان اہلحدیث، مولانا محمد یعقوب نورانی صاحب صدر مجلس احرار اسلام لائل پور مولانا عبدالرحمن صاحب صدر جمعیۃ اشاعت التوحید والسنہ اور دوسری جماعتوں کے راہنما اور کارکن شریک ہوئے۔ اجلاس کے اختتام مولانا عبید اللہ احرار نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا

۴ر اگست کو جمعیۃ اشاعت التوحید و السنہ کی طرف سے ہلبرو ہوٹل میں مولانا ضیاء القاسمی صاحب کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا گیا جس میں شہر کی تمام سیاسی اور اپنی جماعتوں کے رہنما وکلاء اور معززین شہر شریک ہوئے اس میں شہر کے متعدد شخصیتوں اور دینی رہنماؤں نے مولانا کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ محمد محمود جامعہ قاسمیہ لائل پور

بقیہ : دارالعلوم دیوبند کی بندش

اور اُن کے جانشین حریت پسند علمار نے اسلام اور آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور آج بھی اس کے تربیت یافتہ علماء نہ صرف برصغیر پاک و ہند میں بلکہ بہت سے دیگر اسلامی ممالک میں دین کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ حکومتِ ہند کی یہ کارروائی ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے مذہبی اور انسانی حقوق میں براہِ راست مداخلت کے مترادف ہے اور اس سے لیاقت نہرو معاہدہ کی کھلی خلاف ورزی ہوتی ہے اس لئے حکومت پاکستان فوری طور پر سفارتی سطح پر صورتِ حال کی اصلاح کے لئے کوشش کرے۔

(انیس احمد دین پوری)

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے باہمی اختلافات کی خبریں

گمراہ کُن اور شرانگیز ہیں

دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ کا بصیرت افروز وضاحتی بیان

دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ نے جمعیۃ العلماء اسلام کے رہنماؤں کے درمیان "اختلاف وافتراق" کی "خبروں" کو بالکل بے بنیاد، من گھڑت اور شرانگیز قرار دیا ہے اور جمعیت کے کارکنوں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ مخالفانہ پروپیگنڈہ سے بے نیاز ہو کر "اسلامی نظام" کے نفاذ کے لئے اپنی جد و جہد جاری رکھیں۔

حضرت دین پوری مدظلہ العالی نے "نوائے وقت"، "ندائے ملت" اور روزنامہ "جنگ" کراچی میں شائع ہونے والی "خبروں" پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ ایسی "خبریں" ان لوگوں نے شائع کرائی ہیں جو "جمعیت" کی عوامی حیثیت سے ہراساں ہیں، اپنے آپ کو "اسلام" کا اجارہ دار قرار دیتے ہیں اور جھوٹ بولنے کو نہ صرف جائز بلکہ واجب گردانتے ہیں۔ حضرت دین پوری کے ارشاد کے مطابق جمعیت العلماء اسلام کے رہنما اور کارکن اپنے اسلاف کی روشن روایات کے مطابق ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مخلصانہ جد و جہد میں مصروف ہیں وہ "اسلام" اور صرف اسلام کی سربلندی چاہتے ہیں اور "دنیاوی اقتدار" کی خاطر "بنیادی عقائد" اور بنیادی اصولوں پر سمجھوتہ کرنا انتہائی معصیت اور گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ حضرت دین پوری نے مذکورہ "خبروں" کے مطابق حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے ساتھ "اختلاف رائے" اور "جھڑپ" کو سفید جھوٹ قرار دیتے ہوئے بتایا کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے گذشتہ ایک سال سے دین پور تشریف نہیں لا سکے، مولانا محمد عبداللہ درخواستی خان پور میں موجود ہوں تو وقتاً فوقتاً صلاح و مشورے کے لئے آتے رہتے ہیں لیکن گذشتہ دو تین ہفتوں سے وہ باہر گئے ہوئے تھے۔ مولانا بشیر احمد صاحب بھی ایک ڈیڑھ ماہ قبل دین پور شریف آئے تھے، پھر نہیں آئے۔ اور وہ ۱۱ر جون ۱۹۶۹ء کو دین پور شریف میں مولانا ہزاروی اور حضرت دین پوری کے درمیان ہونے والی ملاقات میں بھی موجود نہیں تھے۔ اس لئے انہیں "مفروضہ جھڑپ" کا "راوی" کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے ــــ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ملاقات کے دوران مختصر سی گفتگو ہوئی جس میں زیادہ تر مولانا ہزاروی پر مودودیوں کی طرف سے دائر کردہ مقدمہ کے متعلق بات چیت ہوئی۔ مولانا ہزاروی نے حضرت کو مقدمہ کے گواہوں اور دیگر تفصیلات سے آگاہ کیا اور امریکن خاتون "مریم جمیلہ" کا تعارف کرایا اور اس کی "شہادت" کی اہمیت بیان کی۔ حضرت دین پوری نے پُرزور الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ انہیں مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا عبیداللہ انور، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ اور جمعیۃ کے دیگر رہنماؤں کی دینی حمیّت، اخلاص، اسلام سے وابستگی اور سیاسی بصیرت پر پورا پورا بھروسہ ہے اور اس امر کا یقین ہے کہ یہ لوگ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جو جد و جہد کر رہے ہیں اس کے نتائج ملک و ملت کے لئے سودمند اور خوش گوار ثابت ہوں گے اور انشاء اللہ العزیز قیامت کے روز حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہم لوگ سرخرو ہو کر حاضر ہوں گے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جمعیت کے اراکین کو مخالفانہ پروپیگنڈہ سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے شرار بولہبی ازل سے چراغ مصطفوی سے ستیزہ کار رہا ہے اس لئے جمعیت کے اراکین اپنے رہنماؤں کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اپنی جد و جہد نہ صرف جاری رکھیں بلکہ اسے حالات کے تقاضوں کے پیش نظر تیز تر کر دیں۔ اور طاغوتی قوتوں کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کریں کیونکہ جمعیت کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ہمارے اکابر کے صحیح جانشین ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے کہ جمعیت کو مٹانے کی خواہش مند طاقتوں کو ہمیشہ کی طرح منہ کی کھانی پڑے گی۔

(انیس احمد دین پوری)

دارالعلوم دیوبند کی بندش

حکومت ہند کا جابرانہ فعل ہے

حضرت مولانا عبدالہادی کا بیان

دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالہادی صاحب نے دارالعلوم دیوبند کی بندش کو حکومتِ ہند کا جابرانہ اقدام قرار دیتے ہوئے شدید احتجاج کیا ہے اور حکومتِ پاکستان سے سفارتی سطح پر مداخلت کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ حضرت دین پوری کے بیان کے مطابق دارالعلوم دیوبند دنیا بھر کے مسلمانوں کی مشترکہ میراث ہے ــــ اس مشہور عالم دینی درسگاہ کی اہمیت اور افادیت آج پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ آج کے دور میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اسلامی اقدار کے تحفظ و بقا کے لئے جد و جہد کی اشد ضرورت ہے۔ دارالعلوم یہ خدمات بڑی خوش اسلوبی اور ذمہ داری سے سرانجام دے رہا ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے اسلامی تعلیمات کی ترویج اور اسلامی اقدار کے احیاء کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کی آزادی کے سلسلے میں بھی نمایاں اور ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے۔ اس درسگاہ کے بانی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۸۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

قرآن عزیز

تجشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مُزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم وبیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
" " ششماہی "	..	۶
" " " "	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
" " بحری جہاز "		۱۱
" " ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
بحری "	..	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
" " " بحری	..	۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کرکے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔
(سرکولیشن منیجر)

ملفوظاتِ طیّبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد عثمان غنی ایم۔اے

رعایتی ہدیہ ۲/۲۵۔ محصولڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا